رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

ایڈیٹر و پروپرائیٹر
قاسم علی خاکسار

فاروق

جلد ۲ — یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۱۷ء — نمبر ۱۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

حضرت اولوالعزم نے ۷۔ اپریل ۱۹۱۷ء کو ۹½ بجے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں اسلامی مجالس کے متعلق ایک تقریر فرمائی۔ پھر احمدیہ کالج کی نسبت مناسب ہدایات فرمائیں۔ دوسرے روز ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کا نکاح ثانی مرزا محمد شفیع صاحب کی لڑکی سے پڑھا۔ اس خطبہ میں حضور نے ارشاد کیا کہ تمام اصلاحین احمدیہ جماعت کے ذمہ ہیں۔ پس ضرور ہے کہ وہ مثنیٰ وثلث ورباع کے حکم کی تعمیل کر کے اپنے عملی نمونہ سے ان اعتراضات کو اٹھائیں جو تعدد ازدواج پر ہیں ۹۔ اپریل حضور نے درس حدیث کے بعد ایک لطیف تقریر فرمائی۔ پھر پریس و پیغامی فتنے کے بارے میں اپنا فیصلہ صادر فرمایا۔

بارش ۔ ۱۰ اپریل کو ہوئی جو پکی ہوئی فصلوں کے بارے میں مضر بتائی جاتی ہے۔

قادیان کے آریہ اور ہم

جب سے حضرت مسیح موعود کا رسالہ "قادیان کے آریہ اور ہم" شائع ہوا خدا نے یہاں کے بعض آریوں کو اس قابل ہی نہ رکھا کہ ہمارے خلاف کوئی کارروائی کر سکیں یا ہم کبھی ان کا ذکر اخباروں میں کرنے کی زیادہ ضرورت سمجھیں اب کے جو جلسہ ان کا ہوا تو اسے جلسہ کہنا بھی لفظ جلسہ کی ہتک ہے مگر ہمارے بعض احباب نے چاہا کہ جہاں گیان بھکشو کا لیکچر سنیں اور جب اس نے قرآن مجید پر اعتراض کئے اور کہا کہ میں مباحثہ کے لئے آیا ہوں تو ضروری تھا کہ مباحثہ کیا جاتا چنانچہ انہی کے پنڈال میں بحث قرار پائی گو میرے نزدیک یہ اہمیت بھی نہیں دینی چاہئے تھی کہ انہیں مدمقابل وقابل خطاب سمجھا جائے مگر دوستوں کا خیال تھا کہ اس طرح تبلیغ حق ہی ہو جائے گی مباحثہ میں رگیان بھکشو صاحب جس طرح حواس باختہ ہوئے اور جیسے جیسے اکھڑے اکھڑے بے ربط فقرے ان کی زبان سے نکلتے تھے وہ صاف بتا رہے تھے کہ اسلامی مناظر کی زبردست گرفت کا کہاں تک ان کے دل و دماغ پر اثر ہے مگر افسوس ہے کہ بعض مغرضات سے کام لے کر آریہ گزٹ پرکاش مسافر اگرہ میں چھپوایا گیا ہے کہ احمدیوں کو شکست ہوئی

مباحثہ کی کیا صورت تھی؟

مباحثہ سے پہلے مکرمی میر قاسم علی صاحب نے پوچھ لیا تھا کہ آیا آپ اوگون پر عقلی ونقلی دلائل بہ حیثیت مدعی پیش کریں گے تا میں اپنر جرح کروں۔ یا ابتدا ہی میں سوال کر تا جاؤں آپ جواب دیتے جائیں تو آریہ مناظر نے آخری صورت قبول کر کے بتا دیا کہ اس مسئلہ میں آریہ سماج کی پوزیشن ایسی کمزور ہے جو وہ اسے بطور مدعی پیش نہیں کر سکتے اب جبکہ میر قاسم علی صاحب کی پوزیشن سائل کی تھی تو رگیان بھکشو صاحب کا یہ حق نہ تھا کہ بجائے جواب دینے کے اسلام پر اعتراض کرتے اسکے لئے دوسرا وقت مقرر ہونا چاہئے تھا یہ وجہ تھی کہ میر صاحب نے بے اصول آریہ مناظر کے بعض سوالات کی طرف توجہ کی اور جب اس نے پوچھا کہ پیدائش سے پہلے روح کہاں ہوتی ہے اور مرنے کے بعد کہاں جاتی ہے تو اسے کہا کہ اسوقت

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی ایم قاسم علی نے چھپوا کر شائع کیا

تو میں اعتراض کر رہا ہوں اگر آپ نے سوالات کرنے ہیں تو وقت مقرر کر لیں اور آپ بہ حیثیت سائل پیش ہوں - پھر اسلام جس مسئلہ کے متعلق اعتراض کریں گے میں جواب دونگا۔

اب اس بات کا نام کہ میر صاحب نے مباحثہ میں کیوں بے اصولی نہ کی اور اصل بحث سے باہر نہ چلے گئے اگر شجاعت رکھا جاتا ہے تو ہمیں افسوس ہے - کہ آریہ دوست قواعد مناظرہ سے ناواقف ہیں۔

بعض الفاظ کا مطلب نہ سمجھنا

میر صاحب کی طبیعت پر مذاق ہے جب آریہ مناظر نے دونوں کی لیبنی شروع کی - اور اس سوال کے جواب میں کہ نباتات میں روح ہے یا نہیں؟ صرف یہ کہدیا کہ منطقی طریق سے جواب دے چکا ہوں حالانکہ جواب کچھ بھی نہیں دیا تھا۔ بلکہ محض اس خوف سے کہ میں کہیں قابو نہ آجاؤں نہ ہاں کرتے ہیں نہ نا کرتے - اس قابل رحم حالت میں کسیانے ہو کر جب وگیان بھکشو صاحب نے کہا میں منطق میں جواب دیتا ہوں تو میر صاحب نے مسکراتے ہوئے خاص لہجہ میں جس کا مطلب تمام باذاق اصحاب خوب سمجھ رہے تھے کہا کہ جناب میں تو منطق سے محض ناواقف ہوں - آپ مجھے سیدھے سادھے لفظوں میں سمجھائیے اور صرف ہاں یا نہیں میں جواب دیجئے کہ نباتات میں روح ہے یا نہیں؟

اب اس پر رپورٹر کا یہ لکھنا کہ مولوی قاسم علی صاحب نے اقرار کر لیا کہ میں منطق نہیں جانتا اپنی بدمذاقی اور کم سوادی کا ثبوت دینا ہے - اس معاملہ میں تو آریہ مناظر کی پوزیشن اسقدر کمزور تھی کہ خود ان کے پریذیڈنٹ نے دوسرے اجلاس کے ابتدا میں تقریر کی کہ جو مسئلہ کسی کی مسلمہ کتاب سے ثابت ہے اسے مان لینا چاہئے اور اسکے جواب دینے میں ادھر ادھر کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں یہ نتیجہ تھا اس بات کا کہ پہلے اجلاس میں تمام آریوں نے محسوس کیا کہ ہمارے مناظر کی پوزیشن کمزور تھی اور اس سوال کے جواب میں لیت ولعل شکست کی دلیل تھی اور بات بھی صحیح ہے کہ جب ستیارتھ پرکاش میں صاف لکھا ہے کہ نباتات میں روح ہے تو پھر اس کا جواب "ہاں" سے نہ دینا واقعی سخت کمزوری تھی ادھر سے ہمارے بعض احمدی احباب زور دے رہے تھے کہ کیوں نہیں ستیارتھ کا حوالہ دکھا کر اس سے اقبال کرایا جاتا۔ مگر میر صاحب کہتے تھے کہ ٹھہرو میں اسکی گھبراہٹ کو مبرہن کر لوں -

اسی طرح جب وگیان بھکشو صاحب نے کہا کہ میں عربی کا ترجمہ گریمر کے رو سے کر رہا ہوں اور کونو اقرادۃ کے معنے کئے "رو بند کر دیا" تو میر صاحب نے اسی لہجہ میں کہا۔ کہ آپ تو عربی کے فاضل ہیں مگر میں سنسکرت نہیں جانتا۔ یہ دراصل یہ ایک چوٹ تھی مگر سایۂ سر سمجھنے والے نے اپنی عربی دانی کا ڈپلومہ سمجھا۔

اسی طرح ایک اور لطیفہ سنیئے میر صاحب کو وگیان بھکشو صاحب نے کہا اواگون قرآن مجید سے ثابت ہے میر صاحب نے مذاقانہ لہجہ میں کہا کہ اواگون قرآن میں بھی سہی تورات میں بھی سہی انجیل میں بھی سہی گرنتھ میں سہی مگر نہیں تو وید میں نہیں آپ اسے ثبوت دیں اس کا نام رکھا جاتا ہے کہ میر صاحب نے مان لیا کہ قرآن میں تناسخ ہے اس سمجھ کے قربان

قرآن مجید پر اعتراضات

وگیان بھکشو صاحب نے خلاف دا ب مناظرہ یہ بھی کیا۔ کہ سوال کے جواب سے پہلو بچانے کے لئے قرآن مجید پر اعتراض کرنے شروع کر دئے۔ روح کے متعلق جناب میر صاحب نے آریہ مناظر کو اسکی اصلی قالبیت کا علم کرانے کے لئے کہا کہ آپ روح بمعنے جیو قرآن مجید سے دکھائیں جب دو چار آیتیں ایسی پڑھکر سنائی گئیں جسمیں روح کے معنے سوائے وحی الٰہی کے کچھ ہو ہی نہیں سکتے تو مہاشہ صاحب سٹپٹائے اور کہا کہ لیجئے میں آیت پڑھتا ہوں مگر ساتھ ہی کہدیا افسوس حوالہ کے نشان والا کاغذ اڑ گیا اسلئے میں آیت سنا نہیں سکتا اسپر قہقہہ بھی پڑا۔ اب ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ آیت فقل الروح من امر ربی ہے مگر اس سے کیا مطلب آریوں کا حاصل ہوتا ہے پھر اس سے پہلے بھی کلام الٰہی ہی کا ذکر ہے اور بعد بھی پس یہاں بھی روح سے مراد وحی الٰہی لیجائے تو آریہ کیا جواب دے سکتا ہے

پھر مہاشہ صاحب نے پوچھا کہ جیو کے لئے کیا لفظ ہے جواب دیا گیا۔ النفس تو مہاشہ صاحب نے کہا کہ نفس کے معنے خود غرضی ہیں اور ایک حدیث ہے کہ نہ مارا نفس اژدہ کو گر مارا تو کیا مارا۔ اسکے بعد مہاشہ وگیان بھکشو نے کہا خیر اب میں متنفس مضمون کی طرف آتا ہوں تو ایک دوست نے کہا کہ اس نفس کے معنے بھی کر دیجئے مہاشہ جی کی اس پر وہ حالت ہوئی جسے پنجابی میں کچا ہونا کہتے ہیں اور جھنجلا کر کچھ سخت لفظ بولنے لگے اور کہا میں اس کا جواب دونگا مگر ابتک نہیں دیا۔

بعض بہتان

آریہ رپورٹر نے لکھا ہے کہ میر صاحب نے تسلیم کر لیا کہ روح پرواہ سے انادی ہے یہ بالکل غلط ہے میر صاحب نے کہا تھا کہ میں پرواہ سے انادی کے معنے خوب سمجھتا ہوں اس پر مہاشہ نے کہا بتائیے تو اسے ستیارتھ پرکاش سے بتایا گیا کہ اسکے معنے لکھے ہیں۔ جس سلسلہ کا آغاز نہ ہو اسپر مہاشہ نے کہا گر میر کے رو سے اسکا روٹ بتاؤ۔ میر صاحب نے کہا آپ لکھدیں کہ ستیارتھ پرکاش میں غلط لکھا ہے پھر میں یہ بھی بتا دونگا۔ وغیر ذالک اور پھر چیلنج کیا۔ کہ اسی وقت مجھ سے مباحثہ کر لو۔ روح کے پرواہ سے انادی ہونے کے متعلق مگر مہاشہ صاحب کو ہاں کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اسی طرح جب مہاشہ نے کونو اقرادۃ خاسئین سے اواگون ثابت کرنا چاہا تو میر صاحب نے انہیں کہا کہ آپ پہلے اواگون کی تعریف کیجئے۔ پھر اسے اس صورت پر منطبق کر کے دکھائے جو کونو اقرادۃ خاسئین کے متعلق ہے۔ تو میں اقرار کرتا ہوں میں آریہ ہو جاؤں گا یہ ایسا زبردست جواب تھا کہ مہاشہ وگیان بھکشو خاموش رہ گئے قطع نظر اس سے کہ اس آیت کے اصل معنے کیا ہیں اور ہم خدا کے فضل سے اسے اپنے موقعہ پر بتا بھی سکتے ہیں پھر بھی اگر یہ مانا جائے کہ بعض یہودی بندر بن گئے تھے تو کہاں صورتوں کا مسخ ہو جانا اور کہاں موت ہو کر اس روح کا بذریعہ حمل دوسرے جاندار کے پیٹ میں جا کر پھر پیدا ہونا۔ پھر میر صاحب نے یہ بھی کہا کہ یہ اعتراض نیا نہیں۔ ہم پنڈت لیکھرام جی کی کتاب میں ۲۵ سال پیشتر پڑھ چکے ہیں اور اسکے جواب میں رد تناسخ بھی شائع ہو چکا ہے اس صراحت کے باوجود کہا جاتا ہے۔ کہ جواب نہیں دیا۔ اور دراصل جواب دینا بھی نہیں چاہئے تھا کیونکہ یہ خلاف آداب مناظرہ تھا مگر تاہم کچھ مناسب خدمت کر دی گئی۔

پھر لکھا ہے کہ میر قاسم علی صاحب بحث سے باہر جاتے تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق قادیان دارالامان

مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۱۷ء

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی منطقی اور نحوی قابلیت

"کہ السلام علیکم۔ امرتسری بد باطن نے علماء قادیان پر اپنے تازہ پرچہ اہلحدیث میں بیجا حملہ کیا ہے اسکو پڑھ کر ایک مختصر سا مضمون فاکسار نے بھی لکھا ہے جو بغرض طبع ارسال ہے مولوی ثناء اللہ صاحب کے مجاہدات علمی تو بہت ہیں لیکن بطور نمونہ اسکے اخبار اہلحدیث کے ان چار پانچ مضامین کو لینے لیا ہے جو ۱۹ جنوری ۱۹۱۷ء کے بعد ہمارے سلسلہ کے متعلق اسنے شائع کئے ہیں انہی پر میں نے اپنے مضمون کو محدود رکھا ہے چونکہ اکتوبر میں وکالت کا امتحان ہونا ہے اور ابھی مجھے تیاری کرنی ہے اسلئے زیادہ وقت نہیں نکال سکتا۔ ہاں اسمہ احمد کے متعلق ثناء اللہ نے پھر کچھ لکھا تو اسکا جواب دیدیا جاویگا بحولہ وقوتہ۔ میرا یہ عریضہ چھاپ دیں تاکہ احباب کو دعا کی تحریک بھی ہو جائے اخبار الفضل میں جو مضامین شائع ہوئے تھے انمیں چونکہ نام عمداً نہیں لکھا گیا تھا اسلئے ایڈیٹر اہلحدیث گھبرا کر لکھتا ہے کہ یہ مضامین علماء قادیان نے مشورہ سے لکھے ہیں تا ہم اس مضمون پر پھر لکھنے کی حاجت نہیں نہ مجھے خواہش ہے۔ صرف دعا کیلئے یاد کیا جاوے

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اخبارات کا طرز ہے کہ مخالفین کی طرف سے اپنی اپنی بساط کے موافق جو مخالفانہ مضامین وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں۔ انمیں سے جو مضامین قابل جواب سمجھے جاتے ہیں ان کا مناسب جواب دے دیا جاتا ہے اور جو مضامین ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا جواب بار بار ہو چکا ہوتا ہے یا بالکل سطحی اور ادنیٰ درجہ کے ہوتے ہیں یا ایسے ہوتے ہیں کہ ان پر کچھ لکھنے سے ہماری قوم کو کوئی معتدبہ فائدہ نہیں پہنچتا تو ایسے مضامین پر سوائے کسی خاص اور اشد ضرورت کے کوئی توجہ نہیں کیجاتی۔ اور اسی طریق پر ہم بھی کاربند ہیں اور اس پابندی کا مقتضا تھا کہ اہلحدیث ۳۰ مارچ ۱۹۱۷ء کے پرچہ پر ہم کوئی التفات نہ کرتے اور نہ یہ مضمون لکھتے لیکن مولوی ثناء اللہ امرتسری نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اہل علم اصحاب کے متعلق اسی پرچہ اہلحدیث میں بعض نا واجب الفاظ استعمال کر کے ہمکو (ہمارے اصول کے خلاف) آمادہ کیا ہے کہ ہم یہ مضمون لکھیں اور مولوی صاحب موصوف کی علمی قابلیت پر قدرے روشنی ڈالیں وما التوفیق الا باللہ

ہمنے اخبار الفضل مورخہ ۶ فروری ۱۹۱۷ء صفحہ ۵ کالم ۳ میں لکھا تھا کہ "اہلحدیث مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۷ء میں دوسرا سوال یہ چھپا ہے کہ حضرت خلیفہ ثانی کو جو **فضل عمر** کہا جاتا ہے تو **فضل عمر** میں اضافت کیسی ہے اس کا **جواب** یہ ہے کہ یہ الفاظ الہامی ہیں اور الہام میں اضافت عدم اضافت کی کوئی تصریح نہیں ہے اور نہ **یہ ضروری ہے** کہ ایسے مرکب ناموں میں کوئی اضافت پائی جاوے۔ بلکہ نحاۃ (نحویوں) نے تصریح کی ہے کہ ترکیب مزجی میں عدم اضافت ہی زیادہ فصیح ہے اور اگر **مولوی ثناء اللہ کو یہی شوق ہے کہ اسکو مضاف ہی سمجھنا چاہیئے** تو ہماری طرف سے یہ جواب ہے کہ پھر **فضل عمر** میں ایسی ہی اضافت ہے جیسے کہ نحویوں نے ترکیب مزجی **بعلبک**[1] وغیرہ کی صورتوں میں مانی ہے اگر آپ کو (مولوی ثناء اللہ کو) علم نہ ہو تو ہمع الہوامع سیوطی کی عبارت ذیل پڑھ لیں کتاب مذکور کی جلد اول صفحہ ۷۱ میں علامہ موصوف لکھتے ہیں "وَغَيْرُ مَخْتُومٍ بِوَيْهِ لِمَعْدِيْ كَرِبَ وَبَعْلَبَكَّ[2] فَضِيَّةٌ ثَلَاثُ لُغَاتٍ۔ الْفُصْحٰى إِعْرَابُهُ إِعْرَابَ مَا لَا يَنْصَرِفُ عَلَى الْجَزْءِ الثَّانِيْ وَيُفْتَحُ آخِرُ الْأَوَّلِ لِلتَّرْكِيْبِ مَا لَمْ يَكُنْ يَاءَ لِمَعْدِيْ كَرِبَ فَيُسَكَّنُ

[1] مہدی کرب ایک آدمی کا نام ہے۔

[2] بعل ایک بت کا نام ہے اور بک آدمی کا نام ہے جو اسکی پوجا کرتا تھا دونوں کو مخلوط کر کے ایک شخص کا نام رکھ دیا گیا

اَوْ مُنَوَّنًا۔ وَقِيْلَ بِاضَافَةِ صَدْرِهٖ اِلٰى عَجُزِهٖ فَيُخْفَضُ الخ۔ اس عبارت کا حاصل مطلب یہ لکھا تھا کہ **فضل عمر** میں قواعد زبان کے رو سے تین اعتبار ہو سکتے ہیں **اول جو سب سے زیادہ فصیح ہے** یہ ہے کہ **اضافت کا اعتبار نہ کیا جاوے** اور جزو اول کو مفتوح الآخر اور جزو ثانی کو غیر منصرف پڑھا جاوے۔

دوم یہ کہ ترکیب مزجی کا اعتبار کرتے ہوئے پہلی جزو **کو دوسری جزو کی طرف مضاف** سمجھا جاوے۔

تیسری صورت یہ کہ دونوں جزوں کو بلا اعتبار اضافت کے مبنی علی الفتح سمجھا جاوے"

اس مضمون کے شائع ہونے کے بعد مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اہلحدیث مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۱۷ء میں "قادیان میں علم نحو کا جدید مدرسہ" کے عنوان سے ایک تحریر شائع کی ہے جسمیں وہ لکھتے ہیں کہ **بعلبک میں تو کوئی بھی اضافت نہیں اور شارح جامی کا یہ قول** "قولہ لیس بینہما نسبۃ یخرج مثل عبد اللہ یعنے مصنف کافیہ نے جو تعریف میں یہ لکھا ہے کہ ترکیب مزجی میں نسبت نہیں ہوتی یہ اسلئے لکھا ہے کہ **عبد اللہ** جیسے اسماء نکل جاویں" نقل کر کے مولوی ثناء اللہ تحریر کرتے ہیں کہ "**علماء نحو** تو تصریحاً لکھتے ہیں کہ ترکیب مزجی میں اضافت نہیں ہوتی پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ **فضل عمر** میں ایسی اضافت ہے جیسی کہ **بعلبک** میں" ناظرین غور فرماویں کہ قادیانی علماء اور امامان نحو ایک معمولی سوال کے جواب میں کہاں سے کہاں کو بھسکے جا رہے ہیں نہ **ان کو علم نحو کے قواعد کی پرواہ نہ علماء کے سامنے شرمندگی کا خوف**" اس سے یہ مدعا ہے کہ نحو جانتا ہے تو ایڈیٹر اہلحدیث علماء قادیان کو ان باتوں سے کیا تعلق؟ مولوی ثناء اللہ کو چاہیئے تھا کہ ایسی لاف زنی سے پہلے علامہ سیوطی کی کتاب **ہمع الہوامع** کا جو حوالہ ہمنے نقل کیا تھا اسکا جواب دیتے مگر کوئی جواب نہیں دیا۔

دوسرے۔ اصل سوال کے متعلق جو جواب ہمنے اپنی طرف سے دیا تھا کہ **فضل عمر** الہامی الفاظ ہیں اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الہام میں اضافت۔ عدم اضافت کی کوئی تصریح نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ ایسے مرکب ناموں میں کوئی اضافت پائی جاوے بلکہ نحویوں نے تصریح کی ہے کہ ترکیب مزجی میں عدم اضافت ہی فصیح ہے اس کا کوئی رد کرتے یہ تو کہا انہیں۔ لیکن بات جو ہمنے اصل جواب کے علاوہ مولوی ثناء اللہ کی جہالت ظاہر کرنے کے لئے لکھی تھی جناب والا اسکو لے بیٹھے ہنسے صاف لکھا تھا "کہ اگر مولوی ثناء اللہ کو بھی شوق ہے کہ اس (فضل عمر) کو مضاف ہی سمجھنا چاہئے۔ تو ہماری طرف سے یہ جواب ہے کہ پھر فضل عمر میں ایسی ہی اضافت ہے جیسے کہ نحویوں نے ترکیب مزجی بعلبک وغیرہ کی صورتوں میں مانی ہے" لیکن اس کا بھی جو جواب آپ نے دیا ہے وہ یہ کہ بعلبک میں تو کوئی بھی اضافت نہیں اور سنہ یہ دی ہے حالانکہ کافیہ کی شرح ملا جامی میں بعلبک کی بابت بعینہ وہی مضمون موجود ہے جو ہمنے ہمع الہوامع سیوطی سے نقل کیا ہے بحث بنیات میں ملا جامی مشارح کافیہ کہتے ہیں:۔

اُعرب الثانی مع منع صرفہ کبعلبک و بُنی الاوّل للتوسط المانع من الاعراب علی الفتح لانہ اخف فی الاستعمال۔ اے اعراب الثانی مع منع الصرف وبناء الاوّل انما ھو فی افصح اللغات وفیہ لغتان اخریان احدیہما۔ اعراب الجزئین معًا واضافۃ الاول الی الثانی ومنع صرف المضاف الیہ واخریہما اعراب الجزئین واضافۃ الاول الی الثانی وصرف الثانی" یعنے بعلبک میں تین لغات ہیں سب سے زیادہ فصیح یہ ہے کہ پہلے جزو (بعل) کو مبنی علی الفتح اور دوسرے جزو (بک) کو غیر منصرف پڑھا جاوے دوسری یہ کہ پہلے جزو کو دوسرے جزو کی طرف مضاف کیا جاوے ان دونوں جزوں کو معرب سمجھکر دوسرا جزو غیر منصرف پڑھا جاوے تیسرے یہ کہ پہلے جزو کو دوسرے جزو کی طرف مضاف کیا جاوے اور دونوں جزوں کو منصرف پڑھا جاوے دیکھو کتاب مذکور مطبوعہ نولکشور صفحہ ۳۲۸

یہی مضمون کافیہ کے دوسرے شارح علامہ رضی نے اپنی کتاب رضی مطبوعہ نول کشور کے صفحہ ۳۱۰ میں لکھا ہے "وربعلبک فالاولی بناء الجزو الاول لما ذکرنا وھو احتیاجہ الی الثانی وجعل الثانی غیر منصرف ۔ × وقد یضاف صدر ھذا المرکب الی عجزہ فیتاثر الصدر بالعوامل" اس فقرہ کا مضاف مجمہ یہ ہے کہ بعلبک میں کبھی پہلے جزو (بعل) کو دوسرے جزو (بک) کی طرف مضاف بھی کر لیتے ہیں گو یا فصیح اور اولی عدم اضافت ہی ہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

علامہ رضی اور ملا جامی نے جو کچھ لکھا ہے اسکی تائید مندرجہ ذیل حوالہ جات سے بھی ہوتی ہے۔

الفیتہ الامام بن مالک رح کی شرح میں علامہ ابن عقیل اپنی کتاب کی پہلی جلد مطبوعہ مصر کے صفحہ ۶۵-۶۶ میں ارقام فرماتے ہیں (بعلبک) فتعرابہ اعراب ما لا ینصرف ویجوز فیہ البناء علی الفتح × ویجوز ایضًا ان یعرب اعراب متضایفین۔ علامہ خضری اس پر نوٹ لکھتا ہے ای فیخفض العجز ابدًا وتجری علی الصدر وجوہ الاعراب آگے چلکر علامہ خضری اپنی شرح کے صفحہ ۱۰۲ میں ابن عقیل پر ایک اور نوٹ دیتا ہے اور بعلبک کے متعلق لکھتا ہے "ومنہم من یضیف صدر المرکب الی عجزہ فیعرب صدرہ بحسب العوامل" یعنے بعلبک میں جو پہلا جزو (بعل) ہے اسکو دوسرے جزو (بک) کی طرف مضاف بھی کر لیا جاتا ہے۔

علامہ اشمونی جلد مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۱۳ میں بعلبک کے متعلق لکھتا ہے "وقد یضاف صدرہ الی عجزہ" یعنے بعلبک اور اس قسم کے دوسرے اسماء میں کبھی پہلے جزو کی دوسرے جزو کی طرف اضافت بھی کر لیتے ہیں

تصریح جلد ۲ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۱۶-۲۱۷ میں علامہ خالد بن عبد اللہ الازہری یوں لکھتے ہیں "ترکیب مزج کبعلبک وحضرموت × × قد یضاف اول جزأیہ الی ثانیہما تشبیہا بعبد اللہ فیعرب الجزء الاول بحسب العوامل ویجر الثانی بالاضافۃ" یعنے ترکیب مزجی مثل بعلبک اور حضرموت میں کبھی اول جزو کی اضافت دوسرے جزو کی طرف کر لیجاتی ہے جیسے کہ عبد اللہ میں اور ایسی حالت میں پہلے جزو کو معرب بحسب العوامل کر کے دوسرے جزو کو مجرور بالاضافہ پڑھتے ہیں۔

علماء نحو کے ان تمام حوالہ جات سے یہ بات اچھی طرح سے واضح ہے کہ اخبار الفضل میں جو کچھ لکھا گیا تھا وہ بالکل صحیح اور درست تھا۔ اور مولوی ثناء اللہ نے اسکے رد میں جو یہ لکھا ہے کہ بعلبک میں تو کوئی بھی اضافت نہیں ہے یہ مطلقًا صحیح نہیں ہے اس بیخبری اور نا واقفی پر دعوے ہے کہ ہمچو دگرے نیست حیرت ہوتی ہے جب ہم اس قسم کے مبتلائے جہل انسان سے اس قسم کی تعلیاں سنتے ہیں جنکی کوئی بنیاد نہیں ہوتی۔ اہلحدیث کے ایڈیٹر نے جس کو مجسمہ علم ہونے کا ادعا ہے علماء احمدیہ کی نسبت اماماں نحو کا لفظ لکھکر ایک قسم کی تعریض بھی کی ہے اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ اسکے اس قول کی تردید میں کہ بعلبک میں تو کوئی بھی اضافت نہیں۔ امام نحو سیبویہ کی اپنی کتاب سے بھی ایک حوالہ نقل کر دیں۔ امام موصوف اپنی الکتاب کے مجلد دوم مطبوعہ مصر صفحہ ۴۹-۵۰ میں ترکیب مزجی کے متعلق لکھتے ہیں "وذلک نحو حضرموت وبعلبک ومن العرب من یضیف بعل الی بک" یعنے ترکیب مزجی کی مثال حضرموت اور بعلبک لکھکر فرماتے ہیں کہ بعض عرب بعلبک میں جو پہلا جزو بعل ہے اس کو دوسرے جزو بک کی طرف مضاف کر کے پڑھتے ہیں۔

آخر میں ہم وہ بات بھی لکھ دیتے ہیں جس کا جاننا ایڈیٹر اہلحدیث کی علمی پردہ دری کا باعث ہوا۔ اور اس نے اپنی نافہمی سے ملا جامی کی عبارت سے غلط استدلال کیا ہے۔ علامہ صبان اپنی کتاب کی تیسری جلد کے صفحہ ۱۸۸ میں فرماتے ہیں "وقد یضاف اوّل جزأی المرکب ای المزجی سواء کان آخر صدرہ یاء اوّلا۔ فألٌ للعہد الذکری لکنہ بعد الاضافۃ لا یسمی مرکبا مزجیا کان الاضافی قسیم المزجی فتسمیتہ مزجیا باعتبار حالۃ الاخری ای حالۃ من جہۃ واعلم ان ھذہ الاضافۃ لفظیۃ لا معنویۃ کان بکا۔ مثلا لیس اسما لشئ اضیف الیہ بعل حتی تظہر ثمرۃ الاضافۃ المعنویۃ بل ھو بمنزلۃ الراء من جعفر فلا فرق فی المعنی بین الاضافۃ وعدمہا ولا فائدۃ لہا الا التنبیہ علی شدۃ امتزاج الکلمتین واتحادھما کالمتضایفین کالشئ الواحد۔ اس عبارت سے وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام عقدے کھلجاتے ہیں جنمیں مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنی کم علمی کی وجہ سے بھٹک رہے ہیں لیکن اسوقت ہم اس عبارت کی زیادہ تشریح نہیں کرتے اگر ثناء اللہ امرتسری کو ضرورت ہو تو فاروق کے دفتر میں آکر استفادہ کرے۔

مولوی ثناء اللہ (ایڈیٹر اہلحدیث) کو جس طرح علم نحو میں پوری مہارت حاصل ہے اسی طرح آپکو منطق دانی کا بھی بڑا دعوٰی ہے اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی منطق دانی کا بھی کچھ نمونہ پیش کردیں تاکہ دنیا ایسے متبحر عالم وفاضل سے بیخبر ہی نہ رہے ایک دفعہ آپنے سوال کیا تھا کہ آنحضرت صلعم جو نبوت مسیح موعود کے لئے واسطہ ہیں تو یہ واسطہ فی العروض ہے یا واسطہ فی الثبوت۔ اسکا جواب انہی ایام میں اخبار فاروق مورخہ ۲۷ فروری ۱۷ء میں شائع ہوگیا تھا کہ آنحضرت صلعم نبوت مسیح موعود کے لئے واسطہ فی الثبوت بمعنے اتصافہما ہیں۔

اور تشریح کے لئے یہ بھی لکھا گیا تھا کہ جس طرح کہ جسمانی سراج منیر جسمانی قمر کے منیر بنانے میں واسطہ فی الثبوت اس معنے سے ہے کہ دونوں انارت کے ساتھ متصف ہیں اسی طرح روحانیت کا سراج منیر (محمد) روحانیت کے قمر اکمل کے منیر بنانے میں واسطہ فی الثبوت اس معنے سے ہے کہ دونوں انارت (نبوت ورسالت) کے ساتھ حقیقتاً متصف ہیں اور قرآن مجید نے آنحضرت صلعم کو سراج منیر قرار دیکر اس مسئلہ کو حل کردیا ہوا ہے اور الہامات میں بھی احمد کو قمر اور بدر قرار دیکر اسی حقیقت کو آشکارا کیا ہے۔"

باوجود اس جواب کے شائع ہوجانے کے مولوی ثناء اللہ نے کئی بار پھر اس سوال کا اعادہ کیا۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۹ جنوری ۱۷ء میں پھر لکھا کہ پہلے ایکدفعہ ہم نے پوچھا تھا کہ مرزا صاحب کو جو آپ لوگ بواسطہ نبوت محمدیہ نبی کہتے ہیں اسواسطہ سے کونسا واسطہ مراد ہے۔ بہت دنوں کے بعد ۔ جواب ملا تھا کہ ہم واسطہ فی الثبوت مانتے ہیں جب ادہر سے جواب دیا گیا کہ واسطہ فی الثبوت میں حرکت ایک ہی ہوتی ہے جس سے واسطہ اور ذوالواسطہ دونوں برابر متصف ہوتے ہیں اسلئے مسیح موعود کی نبوت میں بھی وہ جملہ اوصاف ہونے چاہئیں جو نبوت محمدیہ میں تھے منجملہ جن کے ایک وصف خاتم النبیین بھی ہے۔ اسکا دو حرفہ جواب یہ ہے کہ جناب والا! یہ آپ کی سراسر جہالت اور نادانی ہے یہ بات آپ کبھی ثابت نہیں کرسکتے کہ واسطہ فی الثبوت میں جملہ اوصاف واسطہ کے ذوالواسطہ میں پائے جانے چاہئیں رہا یہ کہ آپمیں حرکت ایک ہی ہوتی ہے اگر آپ کو منطقی ہونے کا دعوٰی ہے تو آئیے اور مرد میدان بنئے اور کسی کتاب کا حوالہ دیجئے معلوم ہوتا ہے کہ طالب علمی میں جو ایک مثال ہاتھ اور چابی کی حرکت کی سنی ہوئی تھی وہی آپ کو یاد ہے اور اسی ایک مثال سے آپ کو ٹھوکر لگی ہے۔ اگر آپ ذرا بھی سوچتے تو ایسی ناقابل عفو غلطی نہ کرتے ذرا بتائیے تو سہی کہ جب آگ سے پانی کو تہوڑا یا بہت گرم کیا جائے تو عروض حرارت میں پانی کے لئے آگ واسطہ فی الثبوت ہوگی یا نہیں ظاہر ہے کہ اس صورت میں آگ پانی کے لئے واسطہ فی الثبوت ہی ہوگی حالانکہ پانی کو خواہ کتنا ہی گرم کیوں نہ کیا جائے اسمیں آگ کے جملہ اوصاف ہرگز پیدا نہیں ہوتے اور نہ ہی ان دونوں کی حرارت ایک ہوتی ہے کیونکہ آگ میں تو پانی کے گرم ہونے سے پہلے ہی حرارت موجود ہوتی ہے اور جب پانی کو آگ پر سے اتار لیا جائے تو بعد میں بھی پانی بہت دیر تک گرم رہ سکتا اور رہتا ہے غرض واسطہ فی الثبوت کے لئے یہ ہرگز ضروری نہیں کہ واسطہ اور ذوالواسطہ دونوں میں ایک ہی وقت میں عروض عارض ہوں اور برابر وقت تک انمیں متحقق رہے اور نہ یہ ضروری ہے کہ واسطہ کے جملہ اوصاف ذوالواسطہ میں پائے جائیں"

الفضل کے اس مضمون میں اصل سوال کا جواب دینے کے بعد مولوی ثناء اللہ سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ اگر آپ کو منطقی ہونے کا دعوٰی ہے تو کسی کتاب کا حوالہ دیکھئے جسمیں یہ لکھا ہو کہ واسطہ فی الثبوت میں جملہ اوصاف واسطہ کے ذوالواسطہ میں پائے جانے چاہئیں۔

اسکے جواب میں خود بدولت نے اہلحدیث مورخہ ۹ مارچ ۱۷ء میں ایک مضمون لکھا ہے جسکا عنوان ہے "قادیان میں علم منطق کا جدید مدرسہ" اسمیں الفضل کے مذکورہ بالا مضمون کو نقل کرنے کے بعد آپ ہمکو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں "سنئے میں آپکو علماء منطق کا حوالہ سناتا ہوں۔ یکون (فی صورۃ الواسطۃ فی الثبوت۔ ثبوت الصفۃ للواسطۃ وذیہا کلیہما الا ان اتصاف الواسطۃ بہا اولا واتصاف ذیہا بہا ثانیا (حاشیہ مولنا عبدالحلیم برملا حسن) یعنی واسطہ فی الثبوت میں واسطہ اولاً موصوف ہوتا ہے اور ذی واسطہ ثانیاً"

اس حوالہ کو پڑھنے کے بعد ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت میں یہ کہیں ذکر نہیں ہے کہ واسطہ فی الثبوت میں جملہ اوصاف واسطہ کے ذوالواسطہ میں پائے جانے چاہئیں اسلئے ہم آج صاف کہتے ہیں کہ مولوی صاحب آپکو منطق ہرگز نہیں آتی ہے اگر آپ منطق دان ہوتے تو ایسا لاتعلق جواب نہ دیتے۔ ہم اب پھر موقعہ دیتے ہیں اگر ہمت ہے تو آپ اپنے دعوے کو ثابت کردکھائیے جس کا آپنے کئی بار اعادہ کیا ہے کہ واسطہ فی الثبوت میں جملہ اوصاف واسطہ کے ذوالواسطہ میں پائے جانے چاہئیں۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری اہلحدیث کے اسی پرچہ ۹ مارچ ۱۷ء میں ہمارے محولہ مضمون کا جواب لکھتے ہوئے برنگ لطیفہ اپنی منطق دانی کا ایک اور نمونہ دکھاتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں اور کس زور سے فرماتے ہیں ذرہ ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں "اہل علم کے لئے ایک ایسے لطیفہ کی ضرورت تھی جو بوقت درس تدریس بطور مثال طلباء کی ضیافت طبع کے لئے استعمال کیا کریں سو وہ قادیانی علماء کی ادنٰی توجہ سے مل گیا

لہ یاد آیا ۲۳ فروری ۱۷ء کے اہلحدیث میں ثناء اللہ نے دریافت کیا تھا کہ جو ہی اللہ میں اضافت کیسی ہے اسکا جواب ہے کہ ویسی ہی جو رسول اللہ میں ہے معنے بھی وہی اضافت بھی وہی آمیلہ بمعنے نبی بنانا اور اطلاق بمعنے وحی جو لغت میں لکھے ہیں ہمیں شاید کچھ اور ہو سکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیانی علماء منطق۔ آگ کو گرم پانی کے لئے واسطہ بتلاتے ہیں حالانکہ آگ پانی کو گرم کرنے کی فاعل ہی واسطہ نہیں۔ فاعل اور واسطہ میں یہ فرق ہوتا ہے کہ جو چیز فعل کرنے میں خود بخود مؤثر ہو وہ فاعل ہے اور جو خود بخود مؤثر نہ ہو بلکہ کسی اور کی وجہ سے ہو وہ واسطہ ہے آگ اپنا کام کرنے میں خود بخود مؤثر ہے اسلئے فاعل ہے یعنے واسطہ نہیں"

اس تقریر دلپذیر پر جناب اڈیٹر صاحب اہلحدیث کو کتنا فخر ہے لکھتے ہیں مرزائی دوستو! انا صخرۃ الوادی اذا ما شئت وحمت ثم اذا نطقت فانی الجوہر ہو۔ اس بینظیر تقریر کو پڑھکر علماء اہلحدیث کو چاہیئے کہ جا بجا اپنی انجمنوں میں یہ رزولیوشن پاس کریں اور اخبارات کے ذریعہ اپنی قوم کو اطلاع دیں کہ ہماری قوم میں آجکل ایک اتنا بڑا عالم موجود ہے جو علوم آلیہ میں اتنا کمال رکھتا ہے کہ تمام علماء منطق کو سبق پڑھا سکتا ہے اور اتنی ترقی کی ہے کہ پہلے علم منطق کو اس نے غلط ثابت کر دیا ہے۔

افسوس کہ دنیا میں اس قسم کے گدھے منطق دانی کا دعوٰی کرنے والے بھی موجود ہیں۔ جن کو ابتک۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ جو مثال آگ کے پانی کو گرم کرنے کی لکھی گئی تھی۔ یہ واسطہ کی مثال ہے اور منطق کی تمام بڑی کتابوں میں اس پر مفصل ابحاث موجود ہیں اور باوجود لاعلمی کے ان کو دعوٰی ہمہ دانی ہے۔

قاضی مبارک منطق کی ایک درسی کتاب ہے اسکے منہیں بھی واسطہ کی بحث کرتے ہوئے یہ مثال دیگئی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ اذا کان واسطہ فی الاثبات کعروض الحمرۃ للماء بواسطۃ النار

مولوی ثناء اللہ کی منطق دانی کا ایک اور نمونہ ملاحظہ ہو۔ ہم میں اور ہمارے مخالفین میں یہ بات مسلم ہے۔ کہ آنحضرت صلعم تک سلسلہ نبوت و رسالت جاری رہا ہے اختلاف اسمیں ہے کہ ہم کہتے ہیں نبوت غیر تشریعی بالواسطہ کا دروازہ اب بھی بند نہیں ہمارے مخالف کہتے ہیں بند ہے اس بحث پر ہمیشہ کچھ نہ کچھ لکھا جاتا ہے اور تھوڑا عرصہ ہوا۔ ہمارے ایک دوست عبدالحلیم صاحب نے بھی اسکے مضمون شائع کیا تھا۔ منجملہ دیگر امور کے ایک بات

انہوں نے یہ بھی لکھی تھی کہ قرآن شریف امت محمدیہ کو درجہ نبوت دینے میں بخل نہیں کرتا اور فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ نبی کریم کی اتباع سے انسان خدا کا محبوب بنجاتا ہے اور یہ دعوٰی محتاج دلیل نہیں کہ محبوبیت خدا کا آخری درجہ نبوت و رسالت ہی ہے سلف صالحین بھی اس بات کے مقر ہیں کہ درجہ محبوبیت میں آکر انسان نبوت تک ترقی کر سکتا ہے۔ الخ

اس مضمون پر حسب عادت مولوی ثناء اللہ نے اہلحدیث مورخہ ۲۶ جنوری ۱۷ء میں کچھ نکتہ چینی کی تھی۔ جس کا مفصل جواب ان کو الفضل مورخہ ۲۰ فروری ۱۷ء کے ذریعہ ملچکا ہے لیکن ایک منطقی بات جو انہوں نے لکھی ہے وہ یہ ہے جو سننے کے قابل ہے فرماتے ہیں "قادیانی مشن کے ممبروں کو معقولات سے انس نہیں اگر ایسا ہوتا تو ہم ان کو کلی منشک کی طرف راہ نمائی کرکے کہتے کہ محبوبیت اور اصطفا کلی منشک ہیں جس کے درجے مختلف ہوتے ہیں اسلئے یہ تو صحیح ہے کہ نبی اور رسول بھی درجہ محبوبیت اور اصطفا میں ایک فرد ہیں مگر ایسے فرد جیسے موجود کی کلی منشک میں مخلوق اور خالق دونوں فرد ہیں" اسپر ہمنے ۲۰ فروری ۱۷ء کے الفضل میں لکھا تھا "یہ غلط ہے کہ محبوبیت اور اصطفا کلی منشک ہیں۔ آگے یہ بات ایسی ہی ہے جیسے کہ کوئی نادان کہے کہ سواد (سیاہی) کلی منشک ہے۔ حالانکہ کلی منشک اسود (سیاہ) ہے نہ سواد۔ پس کلی منشک محبوب اور مصطفٰے ہے نہ محبوبیت اور اصطفا۔ اگر یاد نہ ہو تو کلی منشک کی بحث نکال کر مطالعہ کریں۔ منطق کا مشہور مسئلہ ہے لا تشکیک فی الماہیات ولا فی العوارض

مولوی ثناء اللہ امرتسری طفرہ کرکے الفضل مورخہ ۳ مارچ ۱۷ء کے مضمون کا جواب تو لکھنے بیٹھ گئے مگر یہ ان سے نہ ہو سکا کہ محبوبیت اور اصطفا کو کلی منشک ثابت کرتے تاکہ ہمکو بھی معلوم ہو جاتا کہ وہ کہانتک منطق سے مانوس ہیں ہماری رائے میں تو ان کو منطق سے وہی نسبت ہے جو گدھے کو سینگ سے۔

امرتسری فاضل کی منطق دانی کا جو تازہ نمونہ شائع ہوا ہے وہ بھی ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے تاکہ ان کو یہ شکایت نہ ہو کہ میری منطق کا کیوں ذکر نہیں کیا سو وہ بھی ملاحظہ ہو کسی تحریر میں مولوی محمد علی صاحب نے لکھا تھا کہ میں اسمہ احمد کے متعلق مباحثہ تب کرتا ہوں کہ پہلے حضرت خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ یہ ثابت کردیں کہ آنحضرت صلعم کا نام (اسم ذات) احمد نہ تھا۔ اس کے جواب میں ۳۰ دسمبر ۱۶ء کے الفضل میں حضرت خلیفہ ثانی نے ایک مختصر سا نوٹ شائع کرایا تھا اسمیں ایک فقرہ یہ بھی تھا۔ کہ نفی کا ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔ اس پر پرچہ اہلحدیث مورخہ ۱۹ جنوری ۱۷ء میں ایک مستر ضانہ مضمون نکالا تھا جس کا عنوان تھا "خلیفہ قادیان کی علمیت" اس مضمون میں مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا تھا کہ

"ایک درجہ ہے عدم علم کا اور ایک ہے علم العدم کا عدم علم میں قائل پر ثبوت نہیں ہوتا۔ علم العدم میں ہوتا ہے مثلاً تثلیث نصاریٰ کی بابت ایک بیان یہ ہے کہ میں اسے نہیں جانتا۔ یہ تو ہے عدم علم اسپر کسی دلیل کی حاجت نہیں دوسرا بیان ہے کہ تثلیث کوئی صحیح نہیں یہ ہے علم العدم اسکو نفی بھی کہتے ہیں اور اس پر دلیل کی حاجت ہے نتیجہ یہ کہ اسمہ احمد کی بحث میں خلیفہ ثانی کو پہلے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ آنحضرت صلعم کا نام احمد نہ تھا۔ یہ صورت علم العدم کی ہے نہ کہ عدم العلم کی"

اس اعتراض کا تفصیلی جواب ۳ مارچ کے الفضل میں دیا گیا تھا۔ خلاصہ اسکا یہ تھا کہ یہ تمہاری غلطی ہے کہ تمنے اس صورت کو علم العدم کی صورت سمجھا اور بتایا تھا کہ یہ صورت عدم العلم کی ہے نہ علم العدم کی۔ اور اس کے ثبوت میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ۲۵ دسمبر ۱۹۱۶ء کے مضمون مطبوعہ الفضل کے بعض اقتباسات بھی درج کئے تھے جنمیں سے بعض یہ تھے "دلیل بیان کرنا مدعی کا کام ہے نہ منکر کا۔ منکر تو صرف اسلئے انکار کرتا ہے کہ اس کے پاس اس بات کے ثبوت کی کوئی وجہ نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلعم کا نام احمد (اسم ذات) تھا اور آپ اس پیشگوئی کے مصداق تھے۔ میں کہتا ہوں مجھے اس بات کا ثبوت نہیں ملا اسلئے اسوقت تک کہ مجھے ثبوت نہ ملے میں اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ اب آپ فرماویں کہ دلیل مجھپر واجب ہوئی یا آپ پر الفضل کالم ۳ صفحہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"عدم ثبوت کے باعث میں نہیں مانتا ہاں ثابت کردو تو قبول کرونگا۔ الفضل صفحہ ۹ کالم ۱"

"ہم اس بات کے قائل ہیں کہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اسلئے ہم اسے قبول نہیں کرتے جب کوئی شخص اس دعوی کی تصدیق میں دلائل دیگا اور وہ دلائل حجج برداشت کر لینگے تو ہم بھی اس بات کو قبول کر لینگے" الفضل صفحہ ۹ کالم ۱

اس مضمون کو پڑھکر مولوی ثناء اللہ کو یہ تو معلوم ہو گیا۔ کہ اس صورت کو علم العدم کی صورت کہنا غلط ہے مگر اپنی منطق بگھارنے کے لئے ۳۰ مارچ ۱۵ء کے اہلحدیث میں بڑے طمطراق سے لکھتے ہیں "۔ قادیانی ممبرو! آؤ ہم تمہیں باوجود تمہاری ناقدردانی کے ایک اور منطقی مسئلہ سنائیں تصور مطلق جب تصور سادج کی شکل میں ہوتا ہے تو مرکب ہو جاتا ہے کیونکہ مطلق تصور لا بشرط شے ہوتا ہے اور سادج کی صورت میں بشرط لا شے۔ خلیفہ قادیان کا دعوئی تصور سادج کی صورت میں ہے یعنے اسمہ احمد کے مصداق مرزا صاحب ہیں کا غیر (اور کوئی نہیں) چونکہ یہ دعوے مرکب ہے اسلئے مولوی محمد علی لاہوری کا تم سے دلیل کا مطالبہ کرنا صحیح ہے"

نہیں معلوم منطقی لوگ مولوی ثناء اللہ کی اس عبارت کو پڑھکر کیا کہتے ہونگے اگر کسی پرانے منطقی کے سامنے یہ بات ہوتی تو وہ ایسے قائل کا سر نوکدار سے لال کر دیتا۔ لیکن ہم ایسا نہیں کرتے ہم تو یہی کہتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کا سر پھرا ہوا ہے جبکو یہ بھی معلوم نہیں کہ میں کیا لکھ رہا ہوں وہ احمدیوں کو منطقی مسائل سناتا ہے۔

آجتک کسی منطقی سے نہیں سنا تھا کہ کسی نے یہ بھی کہا ہو کہ دعاوی بھی تصور سادج میں داخل ہیں علماء منطق کو آج یہ نیا انکشاف ہوا ہوگا کہ دنیا میں ایک ایسا شخص بھی پیدا ہو گیا ہے جو دعاوی کو تصور سادج کہتا ہے مولوی صاحب اتنا تو سوچا ہوتا کہ دعوئی جواز قبیل تصدیق یعنے تصور مع الحکم ہے اور تصور سادج جو تصور بلا حکم کو کہتے ہیں یہ دو امر ایک کیسے ہو سکتے ہیں غور کریں آپ یہ کیا کہتے ہیں معلوم ہوا کہ آپ کو تصدیق اور تصور سادج کا فرق بھی نہیں آتا کیا یہی آپکی منطق دانی ہے جس پر قطبی کے پڑھنے والا بھی تھوک دیگا۔ آپ کو شرم ہو تو چلو بھر پانی میں ڈوب مریں اور آئندہ کبھی منطق کا نام نہ لیں لیکن ایسا تو وہ کرے جسمیں مادہ حیا ہو۔ فقط۔

تمدن میں شریعت اسلامیہ کی ہتک

تمدن ایک ہوار رسالہ ہے جس کے اڈیٹر مشہور و معروف قاری محمد سرفراز حسین صاحب مبلغ اسلام کے فرزند ایم اے قاری ہیں۔ یہ رسالہ یہاں کے کسی رسالہ یا اخبار کے تبادلہ میں (جہانتک مجھے علم ہے) نہیں آتا۔ لیکن کل اتفاق سے مینے اسکے ایک دو نمبر دیکھے جنوری کے نمبر میں تلاش عیش کے عنوان سے ایک بیوی کے مرجانے کے بعد دوسری بیوی کرنے پر ہنسی اڑائی گئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :۔

"مولوی فخر الدین کی شادی عمر کے پچاسویں سال میں حسینہ کے ساتھ ہو گئی جو پوری اٹھارہ برس کی بھی نہ تھی × × × ایک روز بیوی کے بال مہاں کو بہت بھلے معلوم ہوئے طبیعت متقاضی ہوئی کہ لب بالوں تک پہنچ جائیں دل کی طلب کو رد نہ کر سکے بے اختیار وہ کر بیٹھے جوان کے سن والے آدمی کو کم سے کم نہ کرنا چاہئے تھی × × اس حرکت کی سزا خدا کی طرف سے یہ ملی کہ بیوی کی نت کی گوچ میں داڑھی کے دو چار بال پھنس گئے اور کچھ ایسے پھنسے کہ کسی طرح نکالے نہ نکل سکتے تھے۔ حسینہ کو بے اختیار ہنسی آئی۔ اور جتنی دیر بالوں کے چھٹنے میں لگتی تھی اتنے ہی زیادہ اسکے پیٹ میں بل پڑ رہے تھے مولوی صاحب کو اپنی عادت کے موافق غصہ آیا لیکن غصہ کو ضبط کئے رہے کچھ بولے نہیں دو سہ روز داڑھی چھوٹی کرالی اور ناگہانی دقتوں سے بچنے کے لئے اپنی متبرک داڑھی کو مٹا دیا"

لکھنے والے کو غور کرنا چاہئے کہ اسکا اعتراض مولوی فخر الدین صاحب پر ہے یا اپنے ہادی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پچاس برس کی عمر میں حضرت عائشہ سے نکاح کیا جبکہ ان کی عمر صرف نو سال تھی حیران ہوتا ہوں کہ مسلمان کہلا کر یہ لوگ کیوں ایسے کلمات منہ سے نکالتے ہیں۔ جن سے غیر مذاہب والوں کو اعتراض کا موقعہ ملے کیا داڑھی کے بال پھنس جانے کا بناوٹی واقعہ پیش کر کے یہ مدعی اسلام بتانا چاہتا ہے کہ داڑھی رکھنا ٹھیک نہیں یا جب تک انسان تعلقات زوجیت قائم رکھے اسکی داڑھی نہیں ہونی چاہئے خدا رحم کرے اس زمانہ کے مصلحین پر جو باتوں باتوں میں ایسی مخرب اخلاق گھروں کو دوزخ بنا دینے والی تعلیم عورتوں کو خیر خواہی کے لباس میں دیتے ہیں۔ میرے خیال میں تمام مسلمانوں کو جو اپنے دل میں ذرا بھی غیرت دینی رکھتے ہیں اس مضمون پر اظہار نفرت کرنا چاہئے اور جب تک اسکا ایڈیٹر اس پر افسوس نہ ظاہر کرے کم از کم احمدی گھرانوں میں ایسے رسالے نہیں خریدے جانے چاہئیں جنمیں شریعت اسلام پر یوں تمسخر کیا جاتا ہو۔ اور بالواسطہ حضرت سید المعصومین خاتم النبیین کے افعال قدسیہ پر آریوں اور عیسائیوں کے اعتراض اپنی زبان سے دہرائے جاتے ہوں۔

ملحدانہ عقائد سے بچو

احباب کو معلوم ہے یا معلوم ہونا چاہئے کہ ایک شخص حکیم نور محمد نام انارکلی لاہور سے اکثر ظہیر الدین اروپی کے بارے میں اشتہار شائع کرتا رہتا ہے اور ظہیر اروپی خود بھی اپنے آپ کو بطور مصلح موعود پیش کرتا ہے یہ دعوئی ایسا لغو ہے کہ ہمیں مطلق ضرورت نہیں کہ اس کی تردید کی طرف توجہ کی جائے یا اس پر ذرا بھی نوٹس لیا جائے مگر بعض احباب کو چونکہ ان دونوں شخصوں کے عقائد معلوم نہیں اسلئے ہو سکتا ہے کہ ان کے اشتہار کو اس سپرٹ میں پڑھیں کہ گویا وہ کسی احمدی کے لکھے ہوئے ہیں۔ واضح ہو کہ ظہیر کا یہ عقیدہ ہے کہ

"حضرت صاحب صاحب شریعت نبی تھے اور آپ نے کچھ ایسی تعلیم بھی دی جو علاوہ قرآن شریف کے ہے یہ گویا قرآن مجید کے اکمل و اتم ہونے پر حملہ ہے چنانچہ لکھا ہے" کہ :۔

"غور سے سنو کہ احمدیوں کو خدا حکم دیتا ہے۔ کہ خذوا الرفق ان الرفق راس الخیرات × × جہانتک میرا علم ہے رفق کا لفظ شاید تمام قرآن مجید میں نہیں آیا × × ایسے حالات میں حضرت مسیح موعود کو صاحب شریعت نہ ماننا انہیں لوگوں کا کام ہے۔ جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت صاحب کو اپنے دعوے میں راستباز نہیں مانتے۔"

(المبارک صفحہ ۲۵ نمبر دوم)

پھر ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اب بہتر یہی ہے کہ قادیان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

"خدا کی عبادت کرتے وقت مسجد اقصیٰ اور مسیح موعود کے مقام کی طرف منہ کرنے کو ترجیح دی ہوگی اور خواہ کوئی دو رکعت ہی نماز پڑھے یا اس سے کم و بیش ہاتھ کھلے رکھکر پڑھے یا ہاتھ جوڑ کر دوزانو بیٹھکر پڑھے یا کسی اور طریق پر ان تمام حالات میں کسی طرح کی بھی ایک دوسرے پر عیب چینی اور حرف گیری نہ کرنی ہوگی اور خواہ کسی بولی اور لہجہ میں خدا کی تحمید تقدیس اور تمجید بیان کرے الغرض خواہ کوئی کتنے ہی علیحدہ علیحدہ طریقوں سے مختلف الفاظ میں خدا کی حمد بیان کرے اور طرب لہجہ اور بولی میں خواہ کتنا ہی فرق کیوں نہ ہو۔ ان سب باتوں کو اور عبادت کے طریقہ جات کو کبھی محل اعتراض نہ بنانا ہوگا۔"

(المبارک صفحہ ۳۰ نمبر ششم پارچہ ۱۹۱۶ء)

مندرجہ بالا عبارت کو پڑھکر ہر ایک آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ظہیر الدین ارپی کے نزدیک ایک رکعت نماز پڑھو پنجابی میں پڑھو مرف بیٹھکر سولے رکوع و سجود پڑھ لو۔ کسی وقت پڑھو سب جائز ہے یہ کفر و الحاد نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا نعوذ باللہ یہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم ہے جو ایک شوشہ بھی شریعت محمدیہ میں تغیر کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ تعجب ہے کہ ان دو شخصوں کے نزدیک وہ مذہب حق ہے جس پر نہ حضرت محمد رسول اللہ نے عمل کیا نہ حضرت مسیح موعود نے خود نبی کریم نے نماز میں قرآن شریف کی ہر ایک آیت پڑھی مگر وراثت و طلاق و جہاد والی آیات کی تلاوت نماز میں ان دو شخصوں کے نزدیک بے سمجھی کی بات ہے حضرت مسیح موعود بارہا قادیان سے باہر گئے مگر کسی نے نہ دیکھا کہ آپنے قادیان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی نہ اپنی وحی کا یہ مطلب بتایا۔ مگر ان دو شخصوں نے اس وحی کو سمجھ لیا۔

اسقدر سطور لکھنے کی بھی ضرورت نہیں مگر اس تحریر سے کہ آیت اکملت لکم دینکم پر میرا ایمان ہے بعض لوگوں کو جو ان کے اصل عقائد سے واقف نہیں دھوکہ ہو سکتا تھا اسلئے ہمنے اصل حقیقت ظاہر کر دی کہ عقیدہ تو یہ ہے مگر اس کے ظاہر کرنے کے لئے ایسے الفاظ بولتے ہیں جس سے سیدھے سادے لوگ اصل حقیقت نہ پاسکیں اور اس کا نام ان کی اصطلاح میں مصلحت ہے۔

بقیہ صفحہ ۲

حاشہ جی راہ پر لاتے تھے یہ بھی بالکل اقرار ہے ایک بات تو کہو جو میر صاحب نے بے تعلق کی ہو۔ البتہ آریہ مناظر لاتعلق باتیں کرتا رہا۔ کوئی ایسی بات جب کہو گے تو پھر جواب دیا جائیگا

حواس باختگی

آریہ مناظر کے ایسے حواس باختہ ہوئے کہ متین سے متین آدمی کو ہنسی آجائے ایک ٹرن میں یوں ہوا کہ میر صاحب نے مہاشہ کا جواب دیکر دوسری دلیل رد تناسخ میں دینی شروع کر دی۔ ابھی آپنے آریوں کا عقیدہ بیان کیا تھا کہ وہ اپنی غریبی بینائی۔ نابینائی کے فرق کو پچھلے اعمال کے اثر پر موقوف کرتے ہیں وقت ختم ہو گیا میں نے کہا بھی کہ دو منٹ اور لیکر بیان کر لو مگر میر صاحب نے مناسب نہ سمجھا اور بیٹھ گئے اب مہاشہ صاحب جن کے حواس بجا نہ تھے اٹھکر کہنے لگے میر صاحب نے اس تفاوت کو پچھلے جنم کے اعمال کا نتیجہ مان لیا یہی آریہ سماج کا عقیدہ ہے جسکا اقرار مولویصاحب نے کر لیا اسپر سب لوگ ہنس پڑے کہ مہاشہ کے حواس بجا نہیں وہ یہ بھی نہیں سمجھا کہ میر صاحب نے آریہ کا عقیدہ بیان کیا تھا۔

آریہ رپورٹر نے یہ تو لکھدیا کہ میر صاحب نے پوچھا تھا ہیرے کو کیوں قیمتی اور سنگ خارا کو ادنیٰ بنایا گیا مگر یہ نہ بتایا کہ میر صاحب نے یہ بھی پوچھا تھا کہ ابی سینیا میں کیوں کالے اور یورپ میں گورے آدمی پیدا ہوتے ہیں کیا ابی سینیا میں خاص قسم کے اعمال ہوتے ہیں جو یورپ میں نہیں ہوتے اسکا جواب مہاشہ نے دیا کہ یہ تو آب و ہوا اور سورج کا اثر ہے میر صاحب نے کہا۔ تو جب ایک تفاوت فرق کی وجہ آپکو معلوم ہو گئی تو اسی طرح دوسرے تفاوت کی بھی کوئی ایسی وجہ ہو سکتی ہے صرف وجہ نہ جاننے سے ادا گون کا مسئلہ تراشنا جس سے اتنے مفاسد لازم آئیں ٹھیک نہیں اگر اعمال کی وجہ سے ہے تو پھر ہیرے کا تفاوت کیوں ہے؟ اگر اسکی وجہ ایشور کی مالکانہ مرضی ہے تو اسکی وجہ یہی کیوں نہ قرار دیں۔

متانت اور شائستگی

تینوں آریہ اخباروں نے تسلیم کیا ہے کہ مناظرین نے متانت و تہذیب سے گفتگو کی اور حاضرین نے نہایت امن و سکون سے سنا یہ صحیح ہے مگر کس کی تفصیل صرف احمدی مناظر اور احمدی مجادلہ کی وجہ سے چونکہ میر صاحب بڑی تہذیب سے بولتے تھے اسلئے آریہ مناظر کو مجبوراً اچھے لفظ بولنے پڑتے تھے مگر تاہم پرانی عادت چھوڑنی مشکل ہوتی ہے دو چار بار کہا کہ ایسا کہنا دلیل شبہ کی ہتک کرتا ہے پھر پانچ بار کہا کہ یہ بات مولوی صاحب کی لچر ہے یہ بیہودہ ہے میر صاحب چاہتے تو وہ بھی لچر اور بیہودہ کہتے اور باوجود اسکے کہ بعض دوستوں نے اپنے پریزیڈنٹ سے کہا کہ اسے روکو مگر درگذر مناسب سمجھی گئی اسی طرح آریہ بیچارے تو مارے خوف کے یونہی کانپ رہے تھے اور ان سے بولا نہ جاتا وہ شور کیا کرتے شاباش ہے ہمارے سکولوں کے کم عمر طلباء پر کہ وہ فریق مخالف کے عمر رسیدہ حاضرین سے بڑھکر خاموشی و امن و سکون سے بیٹھے رہے

ہمارا مطالبہ

یوں تو آریہ رپورٹر نے بہت سی گپیں ہانکی ہیں مگر اصل اصول کا جواب اب بھی نہ دیا۔ میر صاحب نے دو ہی سوال کئے تھے۔ کہ نباتات میں روح ہے یا نہیں۔ دوسرا سوال یہ کہ مدار زندگی کیا کیا چیزیں ہیں پھر یہ بھی کہدیا کہ میں چند خود ہی بتائے دیتا ہوں۔ پانی۔ ہوا۔ اکاش۔ زمین اور غلہ بھی ضرور ماننا پڑے گا پھر اس پر میر صاحب کا وہ تیسرا سوال تھا جس کے جواب میں تناسخ کا فیصلہ ہے۔ آریہ مہاشو! اب تو سوچنے کا کافی موقعہ مل گیا اب ہی میر صاحب کے سوال کا جواب دو۔ اگر مہاشہ وگیان بھگشو نے کچھ جواب دیا تھا تو اسے بیان کرو۔ اس مباحثہ سے یہاں کے آریوں کی رہی سہی ہمتیں بھی پست ہو چکی ہیں مگر کہا جاتا ہے کہ مدرسہ کے طلباء ان کے پاس گئے کہ ہمارے مولوی کو جواب نہیں آیا یا کہ وہ ایسے متاثر ہوئے کہ ان کے لئے لیکچروں کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ دونوں باتیں قطعی غلط ہیں اگر صحیح ہیں تو کسی کا نام بتاؤ اور نہ تو آریہ سماج قادیان ان طلباء میں سے کسی کے ساتھ مباحثہ کر کے دیکھ لے کیا یاد نہیں رہا کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ایک طالبعلم نے پنڈال ہی میں ایک آریہ کو کیسا اڑے ہاتھوں لیا تھا کہ اسے خاموش ہونا پڑا اور وہ طالبعلم اس شائستگی و متانت سے بولتا تھا کہ آریہ اور تو کوئی بہانہ اس سے بچنے کا نہ بنا سکے سوا اسکے کہ اپنی بے بسی کا زبان حال سے اقرار کر لیں۔